## 40269 \_ بيوى كو اسقاط حمل پر مجبور كرنا

## سوال

ایك خاوند نیے بیوی كو طلاق دینیے كی غرض سیے دوسرے ماہ كا حمل ضائع كرنیے كی كوشش كی اور اس كیے لیے دوائی بھی دی لیكن حمل ضائع نہ ہوا، آیا ایسا كرنا حلال ہے یا حرام، اور اس عمل كا كفارہ كیا ہے ؟

## بسنديده جواب

الحمد للم.

حمل ضائع کرنا جائز نہیں چاہیے حمل میں روح پڑ چکی ہو یا نہ پڑی ہو، لیکن روح پڑنے کے بعد اس کا ضائع کرنے کی حرمت تو اور بھی زیادہ شدید ہو جاتی ہے، اور اگر بیوی کو خاوند حمل ضائع کرنے کا حکم بھی دے تو بیوی کے لیے اس کی اطاعت کرنی حلال نہیں.

شیخ محمد بن ابراسیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اسقاط حمل کی کوشش کرنی جائز نہیں، جب تك کہ اس کی موت کا يقين نہ ہو چکا ہو، اور جب حمل کی موت کا يقين ہو چکا ہو تو پھر اسقاط حمل جائز ہے۔

دیکهیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن ابراہیم ( 11 / 151 ).

اور شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

اول:

حمل ضائع کرانا جائز نہیں، اس لیے اگر حمل ہو چکا ہو تو اس کی حفاظت اور خیال رکھنا واجب ہے، اور ماں کیے لیے اس حمل کو نقصان اور ضرر دینا، اور اسے کسی بھی طرح سے تنگ کرنا حرام ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے اس کے رحم میں یہ امانت رکھی ہے، اور اس حمل کا بھی حق اس لیے اس کے ساتھ ناروا سلوك اختیار کرنا، یا اسے نقصان اور ضرر دینا، یا اسے ضائع و تلف کرنا جائز نہیں.

اور پھر حمل کے ضائع اور اسقاط کی حرمت پر شرعی دلائل بھی دلالت کرتے ہیں:

×

اور آپریشن کیے بغیر ولادت کوئی ایسا سبب نہیں جو اسقاط حمل کیے جواز کا باعث ہو، بلکہ بہت سی عورتوں کیے ہاں ولادت تو آپریشن کیے ذریعہ ہی ہوتی ہیے، تو اسقاط حمل کیے لیے یہ عذر نہیں ہو سکتا.

دوم:

اگر اس حمل میں روح پھونکی جا چکی ہو، اور اس میں حرکت ہونے کے بعد اسقاط حمل کیا جائے اور بچہ مر جائے تو یہ ایك جان کو قتل کرنا شمار کیا جائیگا، اور اسقاط حمل کرانے والی عورت کے ذمہ کفارہ ہو گا جو کہ یہ ہے:

ایك غلام آزاد کرنا ہے، اگر وہ غلام نہ پائے تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا اس کی توبہ شمار ہو گی، اور یہ اس وقت ہے جب حمل چار ماہ کا ہو چکا ہو، کیونکہ اس میں اس وقت روح پھونکی جا چکی ہوتی ہے، اس لیے اگر اس مدت کے بعد اسقاط حمل کرائے تو اس پر کفارہ لازم آئیگا، جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، اور یہ معاملہ بہت عظیم ہے اس میں تساہل اور سستی کرنی جائز نہیں.

اور اگر بیماری کی بنا پر وہ حمل برداشت نہیں کر سکتی تو وہ حمل سے قبل ہی مانع حمل ادویات کا استعمال کرے، مثلا وہ ایسی گولیاں استعمال کر لیے جو کچھ مدت تك حمل کے لیے مانع ہوتی ہیں، تا کہ اس عرصہ کے دوران اس کی صحت اور قوت بحال ہو جائے۔

دیکھیں: المنتقی ( 5 / 301 \_ 302 ) اختصار کے ساتھ.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ایك شخص نیے اپنی بیوی كو كہا: اپنا حمل گرا دو اس كا گناہ میرے ذمہ، تو اگر وہ اس كی بات سن كر اس پر عمل كر لیے تو ان دونوں پر كیا كفارہ واجب ہو گا ؟

شيخ رحمہ اللہ كا جواب تها:

اگر بیوی ایسا کر لیے تو ان دونوں پر کفارہ یہ ہیے کہ وہ ایك مومن غلام آزاد کریں، اور اگر غلام نہ ملیے تو دو ماہ کیے مسلسل روزیے رکھیں، اور ان دونوں کیے ذمہ اس کیے وارثوں کو ایك غلام یا لونڈی کی دیت دینا ہو گی جس نیے اسیے قتل نہ کیا ہو، باپ کو نہیں، کیونکہ باپ نیے تو قتل کرنے کا حکم دیا ہیے، اس لیے وہ کسی بھی چیز کا مستحق نہیں۔

اور ان کی یہ عبارت:

" غرة عبد او امة "

×

یہ ایك غلام یا لونڈی کی قیمت کی شکل میں بچے کی دیت ہے، اور اس کا اندازہ ماں کی دیت کے عشر کے مطابق علماء کرام لگائینگے۔

اسقاط حمل کا حکم کئی ایك جوابات میں بیان ہو چکا ہے جن میں سے چند ایك جواب دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر ( 13317 ) اور ( 42321 ) اور ( 42321 ) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

اور رہا اس کا کفارہ تو اس لیے کہ ابھی حمل دوسرے ماہ میں تھا یعنی اس میں ابھی روح نہیں پھونکی گئی تھی، اور یہ حمل ساقط بھی نہیں ہوا تو اس سے کفارہ واجب نہیں ہوا، بلکہ اس حرام فعل کے مرتکب ہونے کی بنا پر اسے اللہ تعالی سے توبہ و استغفار کرنی چاہیے۔

والله اعلم.